مغربی ثقافت کا رد فکرِ اقبال کے تناظر میں

The rejection of western culture in the context of Iqbal thought

Muhammad Irfan

Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan

irfan31323659@gmail.com

Abstract

This research paper critically examines the intellectual, cultural, and moral dimensions of Western civilization through the lens of Allama Muhammad Iqbal’s thought. Iqbal, a visionary philosopher and poet, deeply studied the scientific, industrial, and educational progress of the West, acknowledging its achievements while also highlighting its spiritual and ethical shortcomings. While he appreciated Western advancements in science, individual liberty, organization, and research, he strongly criticized its materialism, imperialism, nationalism, and spiritual void. According to Iqbal, Western civilization is characterized by external progress but lacks the inner spiritual and moral foundations necessary for true human development. He believed that without a divine connection and a strong ethical compass, the civilization becomes hollow and ultimately self-destructive. His critique, however, was not rejectionist but reformative—aiming to present a balanced framework that integrates modern knowledge with Islamic spiritual and communal values. Iqbal advocates for a civilization grounded in both material advancement and spiritual elevation. His concepts of *Khudi* (selfhood), Ummah (community), and the metaphysical evolution of the individual offer a meaningful alternative to Western individualism and secularism. This paper seeks to address the following questions: What aspects of Western civilization did Iqbal criticize the most? Did he entirely reject the West, or did he acknowledge its strengths? What fundamental differences did he see between Western and Islamic thought? How did he interpret Western imperialism's impact on Eastern societies? Can Iqbal’s thought offer guidance in today’s global civilizational crisis? The primary aim of this study is to present Iqbal’s understanding of the West, assess its cultural influence from his perspective, and explore how his philosophy can guide modern societies toward a more holistic and spiritually enriched future.

Keywords: Iqbal, Western civilization, materialism, , Khudi, imperialism, modernity,

کلیدی الفاظ : اقبال، مغربی تہذیب،مادہ پرستی،روحانی بحران،اسلامی فلسفہ،سامراجیت،جدیدیت،

یہ تحقیقی مقالہ علامہ محمد اقبال کی فکر کے تناظر میں مغربی ثقافت کے فکری، تہذیبی اور اخلاقی اثرات کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔اقبال نے مغرب کی سائنسی، صنعتی اور تعلیمی ترقی کو قریب سے دیکھا اور اس کے نظامِ فکر و حیات کے مثبت و منفی پہلوؤں کا گہرا مطالعہ کیا۔اقبال یہاں مشرقی اقوام پر مغربی استعماری، استشراقی اور مادہ پرستانہ نظامِ فکر کے اثرات کو بے نقاب کرتے ہیں خاص طور پر ان قوموں کو جو دینی و روحانی اقدار کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو چکی ہیں۔اگرچہ انہوں نے مغرب کی علمی جستجو، تنظیم، انفرادی آزادی اور سائنسی ترقی کو سراہا، تاہم وہ مغربی تہذیب میں روحانیت کی کمی، اخلاقی زوال، استعماریت، قوم پرستی اور مادہ پرستی کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ان کے نزدیک مغرب کی تہذیب ظاہری چمک دمک کے باوجود روحانی و اخلاقی اقدار سے خالی ہے، اور یہی خلا انسانیت کے بحران کی اصل جڑ ہے۔اقبال ایک ایسے تمدن کے قائل ہیں جو روحانیت، اخلاق، اجتماعیت اور علم و حکمت کا متوازن امتزاج ہو۔ان کا تصورِ خودی، فکرِ اسلامی، اور ملت کا شعور مغربی انفرادیت اور مادہ پرستی کے مقابل ایک جامع و متبادل تہذیبی خاکہ پیش کرتا ہے۔یہ مقالہ مندرجہ ذیل سوالات کا جائزہ لیتا ہے: اقبال مغربی تہذیب پر سب سے زیادہ کس پہلو سے تنقید کرتے ہیں؟ کیا وہ اسے مکمل رد کرتے ہیں یا اس میں کچھ خوبیوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں؟ مغربی و اسلامی فکر میں بنیادی فرق کیا ہے؟ اور کیا اقبال کی فکر عصرِ حاضر کے تہذیبی بحران میں رہنمائی فراہم کر سکتی ہے؟ اس مقالے کا مقصد اقبال کی مغرب فہمی کو واضح کرنا، مغرب کے اثرات کا تنقیدی تجزیہ کرنا، اور فکرِ اقبال کی روشنی میں ایک متوازن تہذیبی نقطۂ نظر کو اجاگر کرنا ہے۔علامہ اقبال نے مغربی ثقافت کو کس نظر سے دیکھا اور اس کی تردید کس انداز اور دلیل سے کی اس کا تحقیقی جواب معلوم کرنا نہ صرف اقبالیات کے طلباء کے لیے خاصی اہمیت کا حامل ہے۔بلکہ مفکرِ پاکستان ہونے کی حیثیت سے علامہ اقبال کی فکر سے روشناس ہونا عام پاکستانیوں کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔یہ تحقیق مغربی ثقافت کے حوالے سے نہ صرف علامہ اقبال اور مغربی مفکرین کی متنوع جہات کو سامنے لائے گی بلکہ تقابلی مطالعہ تاریخ کے ایک اہم پہلو کو سمجھنے میں بھی مدد فراہم کرے گا۔یہی چیز مجوزہ تحقیقی خاکے کا جواز فراہم کرتی ہے۔

تحقیقی مقاصد

1. علامہ محمد اقبال کے تصورِ مغربی تہذیب کا تنقیدی مطالعہ کرنا۔
2. مغربی تہذیب کے مادی اور روحانی پہلوؤں کے بارے میں اقبال کے نظریات کا تجزیہ کرنا۔
3. مغربی اور اسلامی تہذیب کے فکری، اخلاقی اور روحانی اختلافات کو واضح کرنا۔
4. اقبال کے تصورِ خودی اور اجتماعی نظامِ اُمت کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔
5. مغربی سامراجیت اور اس کے مشرقی معاشروں پر اثرات کو اقبال کے نقطۂ نظر سے سمجھنا۔
6. اس امر کا جائزہ لینا کہ کس طرح اقبال کا فلسفہ جدید دنیا کو مادی ترقی اور روحانی بالیدگی کے مابین توازن فراہم کر سکتا ہے۔

7. عصرِ حاضر کے تہذیبی اور اخلاقی بحران کے تناظر میں اقبال کے افکار کی معنویت کو واضح کرنا۔

تحقیقی سوالات

1. علامہ محمد اقبال نے مغربی تہذیب کے کن فکری، اخلاقی اور روحانی پہلوؤں پر سب سے زیادہ تنقید کی ہے؟
2. کیا اقبال نے مغربی تہذیب کو مکمل طور پر رد کیا، یا اس کی سائنسی، تعلیمی اور تنظیمی کامیابیوں کو تسلیم بھی کیا؟
3. علامہ اقبال کے نزدیک مغربی اور اسلامی تہذیب کے فکری و نظریاتی اختلافات کیا ہیں؟
4. اقبال مغربی مادہ پرستی، قوم پرستی اور سامراجیت کو انسانی اقدار کے لیے کس حد تک نقصان دہ سمجھتے ہیں؟
5. مغربی سامراج کے مشرقی معاشروں پر اثرات کو اقبال نے کس زاویے سے دیکھا؟
6. کیا علامہ اقبال کا تصورِ خودی، اُمت اور روحانی ارتقاء عصرِ حاضر کے عالمی تہذیبی بحران کے حل میں رہنمائی فراہم کر سکتا ہے؟

تحقیقی طریقہ کار:

اس مقالے کو تحریر کرنے کے لئے تاریخی و دستاویزی طریقہ کار کو اختیار کیا جائے گا اور معروضی نقطہ نظر اپناتے ہوئے تقابل و تجزیہ اور تحلیل کے ذریعے غیر جانبداری سے نتائج اخذ کئے جائیں گے۔

ثقافت کا لغوی مفہوم

اردو لغت تاریخی اصول پر ثقافت سے مراد کسی قوم یا انسانی گروہ کی تہذیبی زندگی کے وہ نمایاں اور بلند پہلو ہیں جو اس کے مذہب، اخلاق نظام، علم و ادب اور فنون میں جھلکتے ہیں۔(1) قومی اردو لغت کے مطابق کلچر یا ثقافت سے مراد کسی قوم یا دور کی تہذیب کی وہ خاص حالت اور ترقی یافتہ درجہ ہے جو اس کے خوبصورت اندازِ زندگی، عادات اور طریقوں میں ظاہر ہوتا ہے۔(2) ثقافت انسان کے شعوری اور فکری پہلو کا نام ہے جس میں علم، عقائد، اخلاقی اصول، رسم و رواج اور جمالیاتی اقدار شامل ہوتے ہیں۔ اس کا عملی اظہار کردار کی صورت میں ہوتا ہے، جو فرد اور معاشرہ دونوں کی سطح پر نمایاں ہوتا ہے۔ کردار چونکہ محنت، تربیت اور مسلسل کوشش سے بنتا ہے، اس لیے اسے ثقافت کا عملی پہلو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ ماحول اور وراثت کردار سازی پر اثر انداز ہوتے ہیں، تاہم مناسب احتیاط، درست تربیت اور تشریط کے ذریعے ایک اعلیٰ اور پسندیدہ کردار تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ میتھیو آرنلڈ اپنی کتاب ثقافت و انتشار Culture and Anarchy میں رقم طراز ہے کہ:

ثقافت کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کا ذوق اور اشیاء کی حقیقت جاننے کی جستجو ہی دراصل تہذیب و ثقافت کہلاتی ہے۔ تاہم مذکورہ محقق کے نزدیک یہ نقطۂ نظر ثقافت کی مکمل بنیاد نہیں بن سکتا۔ وہ ایک وسیع تر تصور پیش کرتا ہے جس کے مطابق ثقافت

میں سماجی اور اخلاقی اقدار بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، مثلاً ہمسایوں سے حسنِ سلوک، عمل سے محبت، دوسروں کی مدد کا جذبہ، انسان کی غلطیوں کی اصلاح کی کوشش، ذہنی انتشار سے بچاؤ، اور یہ باوقار خواہش کہ دنیا کو پہلے سے بہتر حالت میں چھوڑا جائے۔

"اس نقطۂ نظر کے مطابق سماجی مقاصد کا یہ نظام ثقافت کے عملی دائرے کا اہم اور نمایاں حصہ ہے۔ لہٰذا صرف علمی جستجو کو ثقافت کی اصل قرار دینا درست نہیں، بلکہ ثقافت کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب علمی ذوق کے ساتھ اخلاقی اور سماجی بہتری کی جدوجہد بھی شامل ہو۔ یوں ثقافت محض علم کے حصول کا نام نہیں بلکہ ایک ایسی قوت ہے جو معاشرے کی اخلاقی اور سماجی ترقی کے جذبے سے جنم لیتی ہے۔ (3)"

اقبال کا نظریہ ثقافت

اقبال کی فکری اور ذہنی تربیت بنیادی طور پر اسلامی ثقافت کے ماحول میں ہوئی، اسی لیے وہ اس تہذیبی روایت سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلامی ثقافت کی قدر و قیمت کو نہ صرف سمجھا بلکہ اپنی زندگی کی جدوجہد کا ایک اہم مقصد اس کی ترقی اور فروغ کو بنایا تا کہ پوری انسانیت اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ تاہم اسلامی ثقافت سے وابستگی کا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا کہ وہ دوسری تہذیبوں کی خوبیوں سے بے خبر یا ان کے منکر تھے۔ اقبال نے یونانی، ایرانی، ہندو اور جدید یورپی تہذیبوں کا گہرا اور تنقیدی مطالعہ کیا۔ جہاں انہیں کسی تہذیب میں انسان دوستی، خیر یا مثبت پہلو نظر آیا، انہوں نے کھلے دل سے اس کی تعریف کی؛ اور جہاں انسانی آزادی اور ترقی کے خلاف عناصر دکھائی دیے، وہاں انہوں نے واضح تنقید کی۔ ان کی شاعری اور نثر کا بڑا حصہ مختلف تہذیبوں کے تجزیے، تنقید اور پسندیدہ ثقافتی اقدار کی تحسین پر مشتمل ہے——ایسی اقدار جو ان کے نزدیک اسلامی ثقافت میں بہترین صورت میں پروان چڑھتی ہیں۔ اقبال کی تحریروں میں ثقافتی اور تہذیبی مباحث جا بجا بکھرے ہوئے ہیں، تاہم کچھ تصانیف ایسی بھی ہیں جو براہِ راست ثقافت کے موضوع سے متعلق ہیں۔ ان میں نمایاں وہ لیکچر ہے جو انہوں نے ''روحِ مسلم ثقافت'' کے عنوان سے تیار کیا، جو ان کے مشہور انگریزی خطبات کے پانچویں باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

مسلم ثقافت اور یونانی ثقافت کا موازنہ

اس خطبے میں اقبال نے مسلم اور یونانی ثقافت کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے یہ مؤقف پیش کیا کہ یونانی تہذیب بنیادی طور پر نظری اور عقلی استدلال پر قائم تھی، جبکہ اس میں عملی، تجرباتی اور سائنسی روح کمزور تھی۔ انہوں نے اس مغربی خیال کی سختی سے تردید کی کہ مسلمانوں کا علمی اور سائنسی ذوق یونانی فلسفے کا نتیجہ تھا اور یہ کہ عباسی دور میں یونانی کتابوں کے تراجم نے ہی مسلمانوں کو علم و حکمت کی طرف مائل کیا۔ اقبال نے تاریخی شواہد اور بعض یورپی محققین کی آراء کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسلم ثقافت کا حقیقی عروج اس وقت شروع ہوا جب مسلم مفکرین نے محض یونانی فلسفے پر انحصار کم کیا اور قرآنِ حکیم کے پیش کردہ زاویۂ نظر کو اپنایا۔ ان کے نزدیک یونانی فکر زیادہ تر قیاسی اور منطقی مباحث

تک محدود تھی اور زندگی کے ٹھوس اور محسوس حقائق سے اس کا تعلق کمزور تھا۔ اس کے برعکس قرآن نے انسان کو کائنات کے مظاہر—جیسے سورج و چاند کی گردش، موسموں کی تبدیلی، رات دن کا فرق، زبانوں کا تنوع اور قوموں کے عروج و زوال—پر غور کرنے کی دعوت دی اور انہیں خدا کی نشانیاں قرار دیا، جس سے مشاہدہ اور تحقیق کا ایک زندہ اور متحرک رجحان پیدا ہوا۔ اقبال کے مطابق یونانی فلسفے کی طرف مبالغہ آمیز توجہ نے مسلمانوں کے لیے ایک نقصان پیدا کیا، کیونکہ اس کی وجہ سے قرآن کے عطا کردہ زاویۂ نظر اور فطرت کے مظاہر پر غور کی روش ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ مسلمانوں نے حقائق پر غور کرنے اور تجرباتی علم حاصل کرنے کی بجائے منطق اور مجرد عقل کے دائرے میں پھنس کر سچائی سے دور رہنا شروع کر دیا۔ تاہم بعد میں بعض مفکرین نے یونانی ذہنیت کے محدود زاویۂ نظر کے مقابلے میں قرآن کے عملی اور مشاہداتی استدلال کی طرف رجوع کیا، اور تجربے اور مشاہدے کے ذریعے حقائق کا جائزہ لے کر نتائج اخذ کرنا شروع کیا۔ اس طرح، مسلمانوں کی علمی لگن اور محنت نے انسانیت کو خشک اور مجرد منطق کے جال سے نکال کر عملی اور تجرباتی علم کی راہ دکھائی۔

اقبال کے مطابق مغربی محققین کے رویے میں اکثر تعصب شامل رہا، اور انہوں نے مسلمانوں کے علمی کردار کا اعتراف کرنے میں دیر کی۔ تاہم بعد میں کچھ مخلص مغربی علماء نے تسلیم کیا کہ جدید سائنسی طریقہ اور نئے علوم کی ترقی میں مسلمانوں کا نمایاں کردار رہا، اور یہ سب اسلامی ثقافت کے اثرات کا نتیجہ تھا۔ مثال کے طور پر، معروف مصنف بریفالٹ کی کتاب **"The Making of Humanity"** اس بات کو واضح کیا کہ راجر بیکن یا فرانسس بیکن نے تجرباتی طریقہ (سائنسی طریقہ) ایجاد نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے سائنسی علوم اور تجرباتی طریقے کو یورپ تک پہنچایا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عرب اور مسلمان سائنس دانوں نے تجرباتی طریقے کو یورپ میں متعارف کرانے میں بنیادی کردار ادا کیا، اور اس میں مغرب کے محققین نے بعد میں کھلے دل سے اعتراف کیا۔

"اقبال کے مطابق اگر ہم طبیعی علوم میں عربوں کے شکر گزار ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے صرف بڑے نظریاتی انقلاب کیے، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے سائنسی تحقیق اور علم کے لیے ایک نیا ماحول اور طریقہ کار فراہم کیا۔ قدیم دنیا میں سائنس کو یونانی معاشرہ عموماً باہر سے لائی گئی چیز سمجھتا تھا۔ یونانی فلسفہ میں فلکیات اور ریاضی نظریاتی اور مجرد اصولوں تک محدود تھے، اور وہ مشاہدے اور تجربے پر مبنی تحقیقی عمل سے دور رہتے تھے۔ عربوں نے اس خلا کو پر کیا اور یورپ تک ایک نئی علمی روح اور تجرباتی طریقہ علم پہنچایا۔"(4)

اقبال نے متعدد مسلم مفکرین اور سائنس دانوں جیسے البیرونی، ابو بکر رازی، ابن الحزم، الکندی، ابن تیمیہ اور ابن خلدون کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ فلسفہ اور سائنس کے اہم مسائل پر مسلمانوں نے اپنے دور میں بحث کی اور عملی اور علمی لگن کے ذریعے جدید یورپی فلسفیوں اور سائنس دانوں کے لیے راہ ہموار کی۔ اقبال نے خاص طور پر مکانی و زمانی نظام، کائنات کے ماڈل، اور فلسفۂ تاریخ جیسے موضوعات میں مسلمانوں کی پیش قدمی اور ان کے قیمتی علمی کردار کو نمایاں کیا، جس سے ان کا تاریخی اور علمی مقام واضح ہوتا ہے۔

میں آپ کی توجہ تین نکتوں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں لیکن اس سے قبل میں چاہتا ہوں کہ اوپر بیان کی ہوئی ایک دو باتوں کو آپ خود اقبال کے الفاظ میں سن لیں۔ فرمایا:

اقبال نے متعدد مسلم مفکرین اور سائنس دانوں جیسے البیرونی، ابو بکر رازی، ابن الحزم، الکندی، ابن تیمیہ اور ابن خلدون کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ فلسفہ اور سائنس کے اہم مسائل پر مسلمانوں نے اپنے دور میں بحث کی اور عملی اور علمی لگن کے ذریعے جدید یورپی فلسفیوں اور سائنس دانوں کے لیے راہ ہموار کی۔ اقبال نے خاص طور پر مکانی و زمانی نظام، کائنات کے ماڈل، اور فلسفۂ تاریخ جیسے موضوعات میں مسلمانوں کی پیش قدمی اور ان کے قیمتی علمی کردار کو نمایاں کیا، جس سے ان کا تاریخی اور علمی مقام واضح ہوتا ہے۔

> A key feature of Muslim culture is its emphasis on concrete, practical knowledge. The Islamic method of observation and experimentation emerged from a critical engagement with Greek thought, not imitation. While Greek philosophy focused mainly on theory, it temporarily obscured the practical Arab approach and delayed the full expression of Muslim culture. Thus, Greek ideas did not determine its character.5

اقبال کی مغربی تہذیب پر تنقید:

اقبال نے اپنی شاعری میں مغربی تہذیب پر جو شدید تنقید کی ہے اس سے بعض سطحی حضرات یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ مغربی تہذیب کے سراسر خلاف تھے اور اس کی کوئی ادا انہیں پسند نہ تھی اور اس کا کوئی پہلو، ان کے نزدیک پسندیدہ نہ تھا۔ یہ بات نہیں انگریزی خطبات کے آغاز میں لکھتے ہیں؛

> Iqbal's critique of Western civilization is often misunderstood as total rejection, but he did not oppose it in every aspect. In his English lectures, he notes that the most striking feature of modern history is the rapid spiritual influence of the West on the Islamic world. He does not see this as inherently wrong, since European intellectual achievements build upon certain key developments of Islamic culture. His concern is rather that the impressive outward display of European culture might distract Muslims, preventing them from grasping its deeper, inner essence.6

مغربی ثقافت کے جن پہلوؤں پر اقبال کو شدید اختلاف تھا اور جن پر جگہ جگہ انہوں نے وار کیا ہے وہ مختصراً یہ ہیں:

اقبال نے مغربی تہذیب کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مغرب کا تمدن بظاہر ترقی یافتہ ضرور ہے، مگر باطنی طور پر کھوکھلا اور غیر انسانی ہے۔ ان کے نزدیک مغربی تہذیب کی بنیاد مادیت (Materialism) اور سرمایہ داری (Capitalism) پر ہے۔ اس نظام میں انسان کی قیمت اس کی روح یا اخلاق سے نہیں بلکہ اس کی معاشی حیثیت سے لگائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اقبال نے کہا کہ مغرب میں روحانیت کی جگہ

بنکوں اور مشینوں نے لے لی ہے — یعنی عبادت گاہوں کی جگہ سرمایہ نے مذہب کی جگہ حاصل کر لی۔ یہی وہ تہذیب تھی جس نے انسانی جذبہ و احساس کو کچل دیا، مشین کو انسان سے برتر کر دیا، اور سرمایہ کو اخلاق پر غالب کر دیا۔

پیام مشرق کے دیباچے کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:

"یورپ کی جنگ عظیم ایک قیامت تھی جس نے پرانی دنیا کے نظام کو قریباً ہر پہلو سے فنا کر دیا ہے اور اب تہذیب و تمدن کی خاکستر سے فطرت زندگی کی گہرائیوں میں ایک نیا آدم اور اس کے رہنے کے لیے ایک نئی دنیا تعمیر کر رہی ہے۔

البتہ امریکہ مغربی تہذیب کے عناصر میں ایک صحیح عنصر معلوم ہوتا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ ملک قدیم روایات کی زنجیروں سے آزاد ہے اور اس کا اجتماعی وجدان نئے اثرات و افکار کو آسانی سے قبول کر سکتا ہے۔۔۔۔ اس وقت دنیا میں اور بالخصوص ممالک مشرق میں ہر ایسی کوشش جس کا مقصد افراد و قوم کی نگاہ کو جغرافیائی حدود سے بالاتر کر کے ان میں ایک صحیح اور قوی انسانی سیرت کی تجدید یا تولید ہو قابل احترام ہے۔"(7)

مغربی سامراج کی منافقت

اقبال کے مطابق، مغرب نے سائنس کو دین کی جگہ دے کر روحانی خلا پیدا کیا ہے۔ اقبال مغربی سامراج کو محض سیاسی طاقت نہیں بلکہ اخلاقی فریب سمجھتے تھے۔ مغرب ایک طرف انسانی مساوات، انصاف اور آزادی کے نعروں سے دنیا کو بہکاتا تھا، مگر دوسری طرف وہی قومیں کمزور ممالک کا استحصال کر رہی تھیں۔ وہ اپنی ''علم و حکمت'' کے نام پر مظلوم اقوام کا خون چوسنے والی سامراجی جونکیں بن چکی تھیں۔ یعنی مغرب نے انسانی یکجہتی کو توڑ کر دنیا کو اقتصادی غلامی میں مبتلا کر دیا۔

اقبال کی بصیرت اور پیش گوئی

اقبال کو یقین تھا کہ سرمایہ دارانہ نظام اور مادیت پر مبنی مغربی تہذیب زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ اسے خودکشی پر مائل تہذیب قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ اپنی ہی روحانی بنیادوں کو کھو چکی ہے۔ ان کی پیش گوئی تاریخ نے سچ ثابت کی — بیسویں صدی کی دو عالمی جنگوں نے مغرب کے ''مہذب'' چہرے کو بے نقاب کر دیا۔

اقبال نے بانگ درا میں فرمایا:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہو گا(8)

اقبال کا احتجاج مغرب کے علم، سائنس یا فلسفے کے خلاف نہیں تھا، بلکہ ان سیاسی و معاشی نظریات کے خلاف تھا جنھوں نے مغربی اقوام کو سامراجی لوٹ مار، نوآبادیاتی استحصال، اور اخلاقی زوال کی راہ پر ڈال دیا۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی مشرقی اقوام کو بیداری، خودی اور آزادی کا پیغام دیا تاکہ وہ مغرب کی غلامی سے نجات حاصل کر سکیں۔ جیسا کہ پروفیسر فتح محمد ملک لکھتے ہیں،

اقبال نے سامراجیت اور نوآبادیات کے ہتھکنڈوں کو حقیقت پسندی اور فنکارانہ مہارت کے ساتھ بے نقاب کیا۔ ان کا مقصد مغرب سے دشمنی نہیں، بلکہ انسانیت کی بھلائی کے لیے سیاسی استحصال اور اخلاقی گراوٹ کے خلاف جدوجہد تھا۔ اقبال کی یہ جدوجہد دراصل انسانی اتحاد، آزادی اور روحانی بیداری کی تحریک تھی، جو انھوں نے مشرقی اقوام کے اندر خودی کا شعور پیدا کر کے شروع کی۔(9)

اشپنگلر کی کتاب The Decline of the West میں دعویٰ ہے کہ ہر ثقافت ایک خودمختار عضویہ (organism) کی مانند ہوتی ہے، جو کسی اور ثقافت سے متاثر نہیں ہوتی۔(10) اشپنگلر کے مطابق اسلام کوئی مستقل ثقافت نہیں رکھتا بلکہ یہ مجوسی (Magian) تمدن کی ایک شاخ ہے، جیسے یہودیت، زرتشت، اور عیسائیت۔ اقبال اس بات کو رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلامی ثقافت کی روح ان عقائد میں ہے جو اشپنگلر کی نظر سے اوجھل رہے ہیں، جیسے تصورِ تقدیر، تصورِ زمان، اور "خودی"۔ اقبال کے خیال میں اشپنگلر کا نظریہ نہ صرف اسلام کی اصل روح سے ناواقف ہے بلکہ وہ مغربی ثقافت کی اصل بنیادوں کو بھی غیر سچائی پر استوار کرتا ہے۔ اقبال کے مطابق اسلام ایک زندہ، متحرک اور ارتقائی قوت ہے جو تقدیر پرستی کی بجائے "خودی" اور عمل پر یقین رکھتی ہے۔ آربری کے مطابق

"یورپ نے صدیوں تک اسلام کے ساتھ غیر منصفانہ رویہ اختیار کیا۔ اس نے اسلامی تہذیب و تمدن کی علمی و ثقافتی خدمات کو دانستہ طور پر نظر انداز کیا۔ اس رویے کی بنیادی وجہ یورپی مفکرین کا علمی غیر جانبداری کے بجائے مذہبی تعصب کا شکار ہونا تھا، جس نے انہیں حقیقت پسندانہ مطالعے سے محروم رکھا۔ اگر اقبال نے یورپ کو انسانی ترقی کے لیے خطرہ قرار دیا تو یہ یورپی مستشرقین کے ماضی کے تعصبات کا فطری ردعمل تھا۔ تاہم آربری امید ظاہر کرتا ہے کہ اب جب تعصبات کا دبیز پردہ ہٹ رہا ہے، یورپ کو سنجیدگی سے اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ اس نے مشرق سے کیا کچھ حاصل کیا ہے اور آئندہ تہذیبی ترقی کے لیے مشرق سے کیا سیکھ سکتا ہے۔ اسی فکری تبادلے اور باہمی احترام سے انسانیت کی مشترکہ تعمیر ممکن ہو سکتی ہے۔"(11)

علامہ اقبال کے نزدیک

"یورپ میں اسلام کو خونریز مذہب سمجھنے کا جو تعصب رائج ہے، وہ ڈکنسن جیسے اہلِ فکر پر بھی اثر انداز ہوا ہے۔ اقبال واضح کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات کسی جبر یا فتوحات کی بنیاد پر نہیں، بلکہ سادگی، مساوات اور خودی کے احترام پر قائم ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر میں ہر انسان، خواہ کسی نسل یا قوم سے ہو، بادشاہتِ الٰہی میں شامل ہو سکتا ہے اگر وہ تعصب چھوڑ کر دوسروں کی خودی کو تسلیم کرے۔ اسلام کی اشاعت تلوار سے نہیں، بلکہ اپنے اخلاقی و روحانی اصولوں کے باعث ہوئی۔"(12)

اقبال نے برصغیر کے عوام کو مغرب کے تہذیبی فریب سے نکلنے، اپنی خودی کی بازیافت کرنے، اور روحانی اقدار کو اپنانے کی دعوت دی۔ ان کے نزدیک، نجات نہ سرمایہ داری میں ہے، نہ اشتراکیت میں، بلکہ اسلامی روحانی اصولوں میں ہے جو انسان کو مادیت کی قید سے آزاد کرتے ہیں۔ اقبال کے نزدیک مغربی تہذیب مادہ پرست ہو چکی ہے، اس لیے روحانیت کی کمی نے اسے الحاد یا روحانی بے گانگی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ روحانی کمی کے نتیجے میں مغرب نے قومی حدود اور زمینی قومیت کو لازمی سمجھا، جس سے یورپ میں نسلی، لسانی اور جغرافیائی تعصبات پیدا ہوئے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت یورپی قوتیں ایک دوسرے سے سبقت لینے کے لیے دولت سمیٹیں گی؛ اس کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر سامراجی جنگیں اور استحصال عام ہو گا۔ کمزور اور معاشی طور پر پسِ پشت پڑی قومیں یا طبقات بالآخر وجود مٹنے کے خطرے سے دوچار ہوں گے۔ اقبال نے یہ خیالات اپنے مضمون قومی زندگی، 1904 میں بھی بیان کیے۔ اقبال یہ مؤقف رکھتے ہیں کہ اسلام کا سیاسی نظام مذہب سے جدا نہیں؛ اسلام میں سیاست اور مذہب ایک مربوط نظام ہیں۔ اسلام میں سرمایہ دارانہ ملوکیت یا سامراجی آمریت کی گنجائش نہیں—اسلام ایک اخلاقی و معاشی نظام ہے جو معاشی توازن، انصاف اور غلامی سے آزادی کا تقاضا کرتا ہے۔ اسلام مادہ پرستی اور زمینی قومیت کو مسترد کرتا ہے؛ یہ نسل، رنگ یا لسان کی بنیاد پر تفریق قبول نہیں کرتا بلکہ انسانوں کو روحانی وحدت میں جوڑتا ہے۔ برصغیر کی زوال پذیری کی ایک بڑی وجہ اہلِ ہند کی بے عملی، غفلت اور غیر اسلامی/رہبانی نوعیت کے تصوف ہے جو قوم کو عمل سے دور کرتا ہے۔ نتیجتاً اقبال یہ تلقین کرتے ہیں کہ اگر مسلمانانِ عالم اپنی بقا چاہتے ہیں تو اسلام کی طرف رجوع کر کے خودی بیدار کریں، اور جدّوجہد کے ذریعے سامراجیت کے طوفان کا مقابلہ کریں۔

حوالہ جات

1۔(لغت، اردو، تاریخی اصول پر، (کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۸۴ء) ص: ۳۲۰

2۔(لغت، قومی انگریزی اردو، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان 2006ء) ص500

3.Arnold, Matthew. Culture and Anarchy and Other Writings. Edited by Stefan Collini. Cambridge: Cambridge University Press, 1993, pp. 5–10.

4۔اقبال، علامہ، محمد، "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"، ترجمہ نذیر نیازی سید، (لاہور: بزم اقبال 2012ء) ص196-197

5.Iqbal, Muhammad. The Reconstruction of Religious Thought in Islam. Edited by M. Saeed Sheikh. Lahore: Institute of Islamic Culture, 1986, pp. 13–14.

6. Iqbal, Muhammad. The Reconstruction of Religious Thought in Islam. 44th and Annotated by M. Saeed Sheikh. Lahore: Institute of Islamic Culture, 1986, p. xii.

7۔اقبال،علامہ محمد،"کلیات اقبال فارسی"،(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان2019ء)دیباچہ پیام مشرق ص230

8۔اقبال،علامہ،محمد،ڈاکٹر"کلیات اقبال اردو"،(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان طبعی یازدھم2013ء)ص167

9۔فتح محمد ملک،اقبال اور استعمار،لاہور:ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،2009،ص39

10۔اوسوالڈ سپینگلر،"زوال مغرب"ترجمہ ڈاکٹر مظفر حسن ملک(اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن2017)ص208-207

11۔محمد اقبال،علامہ"اقبال نامہ"مرتب شیخ عطااللہ(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان2012ء)صفحہ558-557

12۔عبداللہ،سید ڈاکٹر"اقبال کے غیر مسلم مدح اور نقاد مشمولہ اقبال ممدوح عالم مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر"(لاہور:بزم اقبال1978ء)صفحہ24-23

کتب استفادہ

1. اقبال،علامہ،محمد،ڈاکٹر"شذرات اقبال"،ترجمہ،افتخار احمد صدیقی،ڈاکٹر،(لاہور:مجلس ترقی ادب1983ء)
2. اقبال،علامہ،محمد،ڈاکٹر"کلیات اقبال اردو"،(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان طبعی یازدھم2013ء)
3. اقبال،علامہ،محمد،ڈاکٹر"گفتار اقبال"،مرتبہ محمد رفیق افضل،(لاہور:ادارہ تحقیقات پاکستان،دانش گاہ پنجاب1969ء)
4. اقبال،علامہ،محمد"اقبال نامہ"مرتب شیخ عطااللہ(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان2012ء)
5. اقبال،محمد ڈاکٹر،"کلیات باقیات شعر اقبال"(متروک اردو کلام)ڈاکٹر،(لاہور :اقبال اکادمی پاکستان،۲۰۰۳ء)
6. اقبال احمد،صدیقی،مرتبہ،"علامہ اقبال تحریریں،تقریریں اور بیانات"(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان،، ۱۹۹۹ء)
7. اقبال،علامہ،محمد،"تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"،ترجمہ نذیر نیازی سید،(لاہور:بزم اقبال2012ء)
8. اقبال،علامہ،محمد،"گفتار اقبال"،مرتبہ محمد رفیق افضل،ادارہ تحقیقات،پاکستان،(لاہور:دانش گاہ پنجاب،، ۱۹۶۹ء)
9. اقبال،علامہ محمد،"کلیات اقبال فارسی"،(لاہور:اقبال اکادمی پاکستان2019ء)
10. اقبال،علامہ محمد،"مقالات اقبال"،مرتبہ عبدالواحد معینی،سید،(لاہور:آئینہ ادب2011ء)
11. اقبال،علامہ محمد،"اقبال جہان دیگر"،مرتبہ محمد فرید الحق ایڈووکیٹ،(کراچی:گردیزی پبلشرز1983ء)
12. اقبال،علامہ،محمد،"خطوط اقبال"مرتبہ رفیع الدین ہاشمی،ڈاکٹر،(لاہور:مکتبہ خیابان ادب1972ء)
13. اقبال،علامہ،محمد،،"مکتوبات اقبال"بنام نذیر نیازی سید،(کراچی:اقبال اکادمی،پاکستان،،1957ء)
14. اقبال،علامہ،محمد،"ملفوظات اقبال"مرتبہ،محمود نظامی(لاہور:اشاعت منزل بل روڈ1949ء)
15. اوسوالڈ سپینگلر،"زوال مغرب"ترجمہ ڈاکٹر مظفر حسن ملک(اسلام آباد:نیشنل بک فاؤنڈیشن2017)
16. عبداللہ،سید ڈاکٹر"اقبال کے غیر مسلم مدح اور نقاد مشمولہ اقبال ممدوح عالم مرتبہ ڈاکٹر سلیم اختر"(لاہور:بزم اقبال1978ء)
17. فتح محمد ملک،اقبال اور استعمار،(لاہور:ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،2009)
18. Arnold, Matthew. Culture and Anarchy and Other Writings. Edited by Stefan Collini. Cambridge: Cambridge University Press, 1993.